یہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن مطبع اہل حدیث امرتسر سے شایع ہوتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر

THE AHL-I-HADIS. AMRITSAR

للہ الحمد

اہل حدیث

امرتسر - ۶ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ ہجری مطابق ۱۲ مئی ۱۹۰۵ء جمعہ مبارک

اغراض اخبار ہذا

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت اور اشاعت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی اور دنیوی خدمات کرنا۔

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے تعلقات کی نگہداشت کرنا

قیمت اخبار سالانہ

گورنمنٹ عالیہ سے	عـہ
والیان ریاست سے	للعـہ
رؤسا و جاگیرداروں سے	عـہ
عام خریداروں سے	۲
چھہ ماہ کیلئے	عـہ

قیمت بہرحال پیشگی آنی ضروری ہے نمونہ کا پرچہ مفت۔ بیرنگ ڈاک واپس ہوگی

نامہ نگاروں کے مضامین اور تازہ خبریں بشرط پسند مفت درج ہونگی اجرت اشتہارات کا فیصلہ مالک سے ہو سکتا ہے۔ جملہ خط و کتابت و ارسال زر بنام مالک مطبع ہونی چاہئے۔ ہر خریدار کو نمبر چٹ لکھدینا ضروری ہے

تفسیر القرآن مفت

کا اشتہار جو دیا تھا جناب عبداللہ لال سوداگر افریقی کی طرف سے ساٹھ نسخے تقسیم ہوئے تھے مگر درخواستیں کئی گنا زیادہ آئیں اسلئے جنکی پہلے آئی ہیں انکو بھیجے گئے ہیں۔ باقی درخواستیں محفوظ۔ شاید مردے از غیب برون آید و کارے بکند۔ منیجر

فیصلہ آرہ

جو اربعین نمبر سوم اور کلام المبین میں قومی مجلس کئے اس کی بابت جو اصحاب بیتاب ہو رہے ہیں۔ چند سے صبر کریں زیر طبع ہے عنقریب ختم ہو جائیگا۔ جن اصحاب نے قیمت ار کے ٹکٹ نہیں بھیجے وہ جلد بھیجدیں تاکہ چھپتے ہی ان کے نام بھیجا جائے منیجر

ahmadimuslim.de

مسئلہ وحدة الوجود

بعض سید صاحبان اور دوستوں نے بکرات و مرات وحدة الوجود کے متعلق لکھنے کی فرمائشیں کی ہیں۔ لیکن خاکسار چونکہ اپنے کو اس دریائے ناپیداکنار کی پیرائی کا اہل نہیں جانتا تھا۔ کیونکہ یہ مسئلہ کسی لفظی دلیل اور خوابی بیان پر مبنی نہیں۔ بلکہ یہ ایک مشاہدہ یا نور باطنی پر بنا رکھتا ہے۔ لہذا خاموش ہی رہا۔ مگر جیسی ادھر سے خاموشی رہی ادھر سے تقاضا پر تقاضا شروع ہوا۔

اس میں شک نہیں کہ اس مسئلہ کے متعلق فریقین کی غلط فہمیاں ہیں۔ مگر انصاف یہ ہے کہ فریق مخالف کی غلط فہمی کی بنا فریق موافق کی غلطی پر مبنی ہے۔ کیونکہ (حسب قول حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ) فریق موافق کے بعض افراد نے اس مسئلہ کی آڑ میں وہ وہ ادعا کئے ہیں جو نہ صرف عبودیت کی شان کے خلاف ہیں۔ بلکہ خود اماماں مسئلہ وحدة الوجود کے منشاء کے بھی مخالف۔ حضرت ممدوح مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ بعض ملحد جو عبادت سے جی چراتے ہیں۔ اس مسئلہ کی آڑ میں خدائی کے مدعی بنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اس مسئلہ کا یہ منشاء ہرگز نہیں۔ اس لئے جب فریق مخالف نے فریق موافق کی یہ ایسی ناشائستہ حرکات دیکھیں تو انہوں نے اس مسئلہ کے اعتقاد کو کفر قرار دیا۔ جو واقعی بہت ٹھیک تھا۔ بلکہ اگر اس مسئلہ کے بانی یا امام بھی فریق موافق کے ادعا پر مطلع ہوتے تو وہ خود بھی اس اعتقاد کو کفر قرار دیتے۔ چنانچہ مولوی رومی رحمۃ اللہ اسی مضمون کی طرف اشارہ فرماتے ہیں ؎

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

خدائے تعالیٰ و تقدس کی نسبت صوفیاء وجودیہ کا جو خیال ہے وہ مولوی رومی کے ایک ہی شعر سے معلوم ہو سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں ؎

ای برون از وہم و قال و قیل من
خاک بر فرق من و تمثیل من

اس شعر میں مولوی معنوی نے جس اجمال سے کام لیا ہے۔ اسی کی تفصیل کرنے کو یہ مضمون تحریر ہوا ہے۔ گو یہ وہ مشکل پیش آتی ہے۔ کہ میں اندر وحدة الوجود کے ؎

یوسف کجا و رشتہ آن پیرزن کجاست
مقصود نظارہ بود بہانہ را بہانہ ساخت

اس لئے میں اس مضمون میں صرف مسئلہ وحدة الوجود کی تصویر بتلانا چاہتا ہوں۔ مگر نہ اپنے گھڑے ہوئے الفاظ میں۔ حاشا وکلا کہ میں اس لائق ہوں۔ بلکہ انہیں صوفیاء کرام کے اقوال میں جن میں سے بعض اس مسئلہ کے معتقد ہیں۔ اور بعض اگر معتقد نہیں تو مسئلہ امام اور ماہر بلکہ عالم راسخ ہیں۔

مسئلہ مذکورہ کی تقریر معہ تصویر کے کئی ایک بزرگان قوم نے کی ہے۔ حضرت مجدد صاحب الف ثانی قدس اللہ سرہ العزیز نے مکتوبات جلد ۲ مکتوب نمبر ۱ میں۔ استاد الہند حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے اپنے ایک عربی خط ملحقہ کلمات طیبات میں۔ حضرت قاضی محمد ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات ملحقہ برسالہ کلمات طیبات میں۔

ان تینوں حضرات کی تقریروں میں سے قاضی صاحب ممدوح کی تقریر ذرا آسان ہے۔ اس لئے انہیں کے الفاظ تبرکاً یہاں نقل کئے جاتے ہیں آپ فرماتے ہیں ؎

ممکن با مقتضیٰ عطائیست ممکن فی نفسہ لیس ولہ من علتہ ایس پس ممکن را نسبتے با علت او کہ فی نفسہ او لیس و وجود ثابت باشد و واجب الوجود را بود متحقق نباشد موجود نبود تا موجود نباشد ہیچ چیز بر او صدق حمل نتوان کرد کہ صدق حمل ایجابی وجود موضوع شرط ست و در حالت عدم سلب شئے از نفس او صحیح ست و زید را زید نتوان گفت پس ممکن را علت او از ذات او اقرب است قال اللہ تعالیٰ نحن اقرب الیہ من حبل الورید بیشتر کلام در آنست کہ ممکن چنانچہ در وجود محتاج ست بواجب در بقا ہم محتاج بواجب ست یا نہ بعضے متکلمان در میان ممکن و واجب نسبت [illegible] نفہمیدہ گفتہ اند کہ در بقا محتاج نیست۔ و درین قول بخلاف جمہور [illegible] استغناء عالم از صانع لازم می آید۔ و [illegible] بعدم

ahmadimuslim.de

لزوم احتیاج است۔ حیث قال عزوجل یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ ہو الغنی الحمید۔ لہٰذا قائلان این قول برای بعضی ازین قباحت بتجدد امثال قائل شدہ تا دوام احتیاج ثابت شود و در واقع برای اثبات دوام احتیاج اینہمہ تکلفات نیست نسبتی کہ ممکن را با واجب ست۔ نسبت کوزہ و کلال را بان چہ مشابہت مادہ کوزہ کہ اربعہ عناصر ست مثل کلال بلکہ بیشتر از کلال مخلوق الٰہی ست۔ جل سلطانہ و صورت کوزہ کہ عرض است و صنع نیز مخلوق حق اللہ سبحانہ مگر آنکہ حرکات دست کلال بنا بر جری عادت الٰہی عز برہانہ از مُعِدّات آن صورت آمدہ باز این حرکات کہ بنا بر عادت اللہ تعالیٰ از مُعِدّات واقع شدہ نیز مخلوق حق اللہ جل وعلا و بسبب توہم قدرت و ارادت کہ در کلال مخلوق گشتہ کلال را کاسب این حرکات میگویند۔ نہ خالق آن پس نسبت میان ممکن و واجب مانند نسبت کوزہ و کلال خیال کردن محض غلط فہم و قصور عقل ست ما للتراب ورب الارباب۔ بلکہ میان ممکن و واجب نسبتی ست معلوم الانیۃ مجہول الکیفیۃ کہ مثل ندارد پس تشبیہ و تمثیل او چہ گفتہ شود و لیس کمثلہ شئی لا فی الذات ولا فی الصفات ولا فی النسب ولا فی الاعتبارات ولا فی شئ من الاشیاء۔

چگویم با تو از مرغی نشانہ
کہ با عنقا بود ہم آشیانہ
ز عنقا ہست نامی پیش مردم
ز مرغ من بود آن نام ہم گم

وحق آنست کہ ممکن در بقا ہم محتاج ست بعلت موجدہ خود کہ بقا عبارت از وجود در زمان ثانی و چون ممکن وجود را در زمان اول مقتضی نیست در زمان ثانی چگونہ مقتضی باشد۔ کہ اقتضائے حقیقت باختلاف ازمنہ مختلف نشود۔ و زمانہ بعدیت موہوم اگر مقدار حرکت فلکی میبود نیز حقیقت امکانی را مقتضی وجود نمیتوانست کرد۔ حال آنکہ این مذہب باطل است کہ فلک حادث زمانی ست قال اللہ تعالیٰ فقضٰہن سبع سمٰوٰت فی یومین۔ و کسانیکہ فلک را متحرک نمیدانند۔ بلکہ کسانیکہ فلک را ہم نمیدانند آنہا ہم زمانہ خیال کردہ اند از صبح تا شام تفاوت می نمایند غرضکہ ممکن در زمان ثانی ہم وجود را تقاضا نمیکند چہ اگر تقاضائے وجود کند ممکن ممکن نباشد۔ واجب شود و قلب ماہیت لازم آید۔ و آنچہ میگویند الشئ ما لم یجب لم یوجد و آنکہ میگویند الممکن محفوف بوجوبین سابق و لاحق مراد اینجا وجوب بالغیر ست یعنی واجب است باقتضائے علت خود نہ باقتضائے نفس خود کہ آن محالست پس ثابت شد کہ ممکن در وجود و بقا محتاج ست بصانع تعالیٰ شانہ تا وقتیکہ بر ممکن از واجب افاضہ وجود باشد۔ ممکن موجود بود۔ و مصدر آثار باشد۔ و چون فیضان منقطع شود ہیچ اثرے از ممکن بر صفحہ روزگار نیافتہ شود۔ پس حال ممکن مثل حال زمینی ست کہ بمقابلہ آفتاب روشن شدہ تا وقتیکہ مقابلہ باقیست و ستارہ باقی است و چون غباری یا ابرے بمیان آید و مقابلہ نماند از نور و روشنی ہیچ اثر نماند۔

او چو جان ست و جہان چون کالبد
کالبد از وے پذیرد آلبد

پس باین معنی ممکن را ظل واجب میگویند چنانچہ آفتاب را اگر بر روی زمین ست ظل آفتاب میگویند نہ باین معنی کہ ممکن را با واجب مماثلت و مشابہت ست چنانچہ ظل را با اصل کہ اینجاست ہیچ مماثلت و مشابہتی نیست بلکہ باین معنی کہ چنانچہ ظل را ہیچ تحقق و تاصل نیست وجود او بہمان وجود اصل ست ہمچنان ممکن را وجودے متاصل نیست وجود او ہمان اصل ست پس نہ باین معنی کہ ماہیت ممکن فی نفسہا تحقق ندارد و وجود او بمعنی مصدری کہ بروے از مبدا فیاض فائض گشتہ امریست انتزاعی چیزے با وے منضم نشدہ مابہ الموجودیۃ و منشاء انتزاع این وجود ہمان نسبت ست کہ ممکن را با واجب بہم رسیدہ۔ آنہم امریست بین المنتسبین پس وجود ممکن بمعنی مابہ الموجودیۃ نیست مگر ذات واجب تعالیٰ و تقدس یا صفتی از صفات او۔ سوال وجود ممکن بدیہی است کسیکہ بصانع الحق وجود ندارد او ہم از ممکن وجود مصدری انتزاع کردہ حکم بموجودیت او میکند پس اگر ذات واجب تعالیٰ شانہ منشاء این انتزاع باشد باید کہ منکر صانع انتزاع وجود نکند و حکم بموجودیت ممکن ننماید۔ جواب۔ این ملازمہ ممنوع ست یعنی ہر کہ از منشاء انتزاع خبر

ahmadimuslim.de

نداشتہ باشد او انتزاع نکند وحکم بوجودیت ممکن نماید نبینی کہ اگر شخصی ماہ را در آب یا در آئینہ می بیند گو نظر بماہ آسمان نکردہ است۔ و از ان خبر ندارد والبتہ حکم میکند بوجود ماہ در آب یا در آئینہ ہمچنان ہر کہ ممکن را می بیند ہر چند از فرط غباوت وجہل از وجود متاصل خبر ندارد حکم میکند بوجود در ممکن غایۃ ما فی الباب ہمان ممکن را وجود متاصل میداند چنانچہ طوطی در آئینہ صورت خود را دیدہ آنرا وجود در وہم خود متاصل فہمیدہ باوے در سخن می آید پس ممکن را جزو در خزینہ وہم تحققی و ثبوتی نیست و وجود این کثرت وہمی مایہ الموجودیۃ واحد حقیقی ست کہ ازین کثرت در آن وحدت حقیقی خللے نیا بدہ و گردے بدامان تنزہ او نرسیدہ چنانچہ زید کہ در آئینہ خانہ در صور بے مستعددہ پدیدار شود۔ ہمان فرید یک زید ست چنانچہ بود وہو الآن کما کان واعیان العالم ماشمت رائحۃ الوجود ؎

لا آدم فی الکون ولا ابلیس

لا ملک سلیمان ولا بلقیس

فالکل عبارۃ وانت المعنی

یا من ہو للقلوب مقناطیس

و چون منشاء این وہم و وجود این کثرت ذات واجب تعالیٰ شانہ یا صفتے از صفات اوست نہ فرض فارضان ونہ اعتبار معتبران این وہم و وہم مستقل است کہ بنفی معتبران منتفی نشود ربنا ما خلقت ہذا باطلا ؕ سبحانک فقنا عذاب النار یعنی ما خلقتہ باطلا لا یترتب علیہ الاحکام والآثار بل خلقتہ دلیلا علی صانعہ سبیلا الی معرفتہ فانہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ سبحانک عن کل مالا یلیق بشانک فقنا عذاب النار المترتب علی عدم العرفان والایمان بحقہ و ما چون نسبت بین الممکن والواجب چنین متحقق شدہ بار بود او ہمان ذات است تعالت وتقدست پس صوفیاء وجودیہ در غلبات سکر این کثرت وہمی را عین واجب گفتند و عدم ذاتی او در نظر نیا وردند وقائل ہمہ اوست شدند و گفتند ؎

ہمسایہ و ہمنشین وہمرہ ہمہ اوست

در دلق گدا و در اطلس شہ ہمہ اوست

لیکن مرتبہ تنزیہ را علیحدہ ثابت میکنند و میگو یند ؎

در انجمن فرق و نہانخانہ جمع

باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

نہانخانہ جمع عبارت از مرتبہ تنزیہ ست و اگر کسی مرتبہ تنزیہ را نفی کردہ وجود را مانند کلی طبعی منحصر درین کثرت دارند ملحد باشد۔ و صوفیہ شہودیہ کہ صحو و افاقت بہم رسانیدہ اند بشہود وحدت حقیقی در کثرت وہمی حکم کردہ ہمہ از وست میگویند۔ و چون تعمق نظر کردہ شود ہمہ نیستند موجود اوست ظاہر میشود۔ و قولہ تعالیٰ کل شیء ہالک الا وجہہ قولہ علیہ السلام ان اصدق القول قول اللبید الا کل شیء ما خلا اللہ باطل دلیل ست برین مدعا چرا کہ ہالک و باطل بمعنی آنکہ کان ہالکا او سیکون باطلا گفتن مجاز ست و تکلف و معنی حقیقی متبادر آن ست کہ ہالک و باطل فی الحال بل علی الدوام۔ انتہی کلمات طیباتہم

اس تقریر کی توضیح ایک اردو کتاب سے لکھتا ہوں جو خاص اسی مسئلہ میں حیدرآباد دکن میں کچھ کل تصنیف ہوئی ہے جسکا نام ہے "حجۃ اللہ الودود علی منکر وحدۃ الوجود"

مصنف ممدوح کتاب مذکور کے صفحہ ۱۲۳ پر لکھتے ہیں:۔

"یہی سر وحدۃ الوجود ہے یعنی جیسا کہ قبل از ظہور کے ایک ہی وجود سے تمام اشیاء کے حقائق ثابت فی العلم تھے خارج بھی تمام اشیاء اسی ایک وجود سے موجود وظاہر ہوگئے ہیں بان اللہ ہو الحق وانما یدعون من دونہ ہو الباطل یعنی اللہ ہی جو علم ذات واجب الوجود ہے۔ ثابت وموجود ہے۔ اور ما سوائے اللہ جو وجود اشیاء ہیں وہی باطل معدوم الحقیقت ہیں۔ پس من دون اللہ کی بطلان حقیقت کے مقابلہ میں وجود حق کا ثبوت دلالت کرتا ہے۔ وجود واحد ہی حقیقت صور باطلہ جمیع اشیاء ہے۔ اب رہا یہ شبہ کہ اس ثبوت وحدت الوجود سے حق وخلق میں وحدۃ حقیقی وعینیت لغوی لازم آتی ہے باطل ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ قبل از خلق کے جو صور تیں اشیاء کی علم حق میں ثابت تھیں بعد از خلق کے بھی بحالہ ثابت رہینگی۔ تاکہ ذات حق میں خلو و جہل لازم نہ آوے اور ان صور علمیہ کو اصطلاح قوم میں حقائق اشیاء یا اعیان ثابتہ کہتے

ahmadimuslim.de

ہیں۔ حقائق الاشیاء ثابتہ کا یہی مطلب ہے۔ اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ صور علمیہ باہدیگر مختلف الاوصاف و متغائر الحقائق و متمیز بالذات ہیں۔ اور باوجود اس باہمی مغائرت کے یہ تمام ذوات اشیا کے ذات الٰہی کے ساتھ بھی کلی ضدیت و مغائرت حقیقی رکھتے ہیں کیونکہ ذات حق کی بالذات موجود اور حیات و علم و ارادہ و قدرت و سماعت و بصارت و کلام وغیرہ جملہ صفات وجودی سے موصوف ہے۔ بخلاف اسکے ذوات اشیاء کے فی نفسہ شان عدمیت کی رکھتے ہیں کیونکہ وہ بالغیر ثبوت علمی یا وجود ذہنی رکھتے ہیں اور پھر ان کی ذوات عدمیہ میں نہ صفت حیات ہے اور نہ ارادہ و قدرت وغیرہ بلکہ یہ ذوات عدمیہ جملہ صفات عدمی سے متصف ہیں۔ لہذا ذات حق و ذوات خلق میں قبل از خلق کے ہی جو عبارت ہے ازل سے مغائرت حقیقی متحقق تھی۔ اور اب بھی بعد از خلق کے وہی مغائرت ذاتی مسلم و برقرار ہے لہذا ازلاً و ابداً کسی وقت و کسی حالت میں بھی ذات حق کے ساتھ ذوات اشیاء کا اتحاد لازم نہیں آسکتا بلکہ بلحاظ مغائرت تامہ کے ذات حق و ذات خلق کی دونوں ذاتوں میں کسی طرح مشابہ مشابہت کا بھی پایا نہیں جاتا۔ کیونکہ مشابہت و مماثلت بھی منافی مغائرت اصلی و حقیقی ہے۔ لہذا حق سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ لیس کمثلہ شیٔ۔ پس اس صورت میں ممکن نہیں کہ ذات حق کی شیٔ ہو جاوے۔ یا ذات شیٔ کی حق بنجاوے کان قلب الحقایق محالؒ ص ۱۷۲-۱۷۳

ان سب تقریروں کا مطلب صرف یہ ہے کہ وجود یعنی مابہ الموجودیۃ ایک ہی ہے۔ کیونکہ وجود جملہ خیر و برکات کا چشمہ ہے۔ اور عدم تمام شرات کا منبع پھر کیا شک ہے کہ ایسا وجود یعنے مابہ الموجودیۃ ایک ہی ہے چنانچہ قرآن شریف میں خداوند تعالےٰ کا نام القیوم بھی انہیں معنوں سے ہے کہ وہ اپنی ذات میں قائم اور دوسروں کو قائم رکھنے والا۔

اصل بات یہ ہے کہ فریق موافق کے آج کل اکثر افراد اور فریق مخالف کے عموماً کل افراد اس مسئلہ میں یہ غلطی کھاتے ہیں کہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الموجود میں فرق نہیں کرتے اور وحدۃ الوجود کی تائید یا تردید کرتے ہوئے وحدۃ الموجود کہہ جاتے ہیں۔ حالانکہ ان دونوں مضمونوں میں آسمان و زمین سے بھی زیادہ بُعد ہے۔ وحدۃ الوجود کے معنے تو یہ ہیں کہ تمام کائنات جس کے سبب سے وجود پذیر ہیں وہ ایک ہی ذات ستودہ صفات ہے تعالیٰ شانہ و جل مجدہ جسکا نام القیوم ہے۔ یہ تمام حوادث اپنی ذات میں معدوم ہیں چنانچہ لم یکن شیئاً مذکوراً اور یبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام ــــ اسی معنی کی طرف اشارہ ہے۔

اور وحدۃ الموجود کے یہ معنی ہیں کہ تمام موجودات (حوادث اور محدث) خالق اور مخلوق سب ایک ہی ہیں۔ حالانکہ یہ کسی وجودی کا مذہب نہیں۔ بلکہ شیخ اکبر ابن العربی قدس سرہ العزیز (جو بقول حضرت مجدد صاحب الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ کے بانی مبانی ہیں) فتوحات مکیہ میں دعوے الوہیت کرنے والوں کو ابدی جہنمی قرار دیتے ہیں[1] جس کی مثال میں حضرت ممدوح فرعون کو پیش کرتے ہیں

افسوس کہ فریقین کے عوام سے تو ایسی غلطی قابل تعجب نہ تھی مگر آج کل کے مدعیان الہام بلکہ مدعیان مسیحیت و مہدویت بلکہ مدعیان

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

بلکہ مدعیان اوتاریت آسمانی یعنی مرزاجی کرشن قادیانی جیسے بالقابہ اسی غلطی میں غلطان و پیچان ہیں۔ آپ بھی عوام کے خیالات کے مطابق اس مسئلہ کو وحدت الموجود ہی کی شکل میں سمجھتے ہیں۔

چنانچہ فرماتے ہیں بہ

وجودیوں سے جب بحث کا اتفاق ہو۔ تو اول ان سے خدا کی تعریف پوچھنی چاہئے۔ کہ خدا کسے کہتے ہیں اور اس میں کیا صفات ہیں وہ مقرر کرکے پھر ان سے کہنا چاہئے کہ اب ان سب باتوں کا تم اپنے اندر ثبوت دو۔ ایک دفعہ ایک وجودی میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں خدا ہوں۔ میں نے اس کے ہاتھ پر زور سے چٹکی کاٹی حتی کہ اس کی چیخ نکل گئی۔ تو میں نے کہا کہ خدا کو بھی درد ہوا کرتا ہے اور چیخ بھی نکلا کرتی ہے۔ یہ ایک ملحد قوم ہے تقوے طہارت پابندئے احکام ان میں نہیں

[1] فتوحات مکیہ باب ۶۲ جلد ۱ -

نہیں (اخبار البدر قادیان مورخہ ۲ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء صفحہ ۱)

کرشن جی کی اس تقریر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اس مسئلہ کی اتنی بھی خبر نہیں جتنی کسی ہندو کو جو سے گوشت کے بھاؤ کی اس سے بڑھکر افسوس اس مسئلہ کے حامیوں سے ہو جو ایسے سمجھدار مسیح اور مہدی کے اقوال اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں چنانچہ مصنف رسالہ حجۃ اللہ الودود نے صفحہ ۱۹۹ پر کرشن قادیانی کو بڑے لمبے چوڑے القابوں سے ذکر کرکے تائید میں ان کا قول نقل کیا ہے۔ جس حالت میں کہ کرشن جی وجود کے مسئلہ کو یہ سمجھتے ہیں جس کا اوپر بیان ہوا ہے۔ اور صوفیا وجودیہ کو ملحد قرار دیتے ہیں۔ تو ان کے اقوال سے تائید لینا بھی تو استاد صائب کے قول کا مصداق ہے ؎

صائب دو چیز میشکند قدر شعر را
تعریف ناشناس و سکوت قدرشناس

اس امر میں خاکسار اپنی ہیچمدانی کا اقرار پہلے ہی کر آیا ہے جو کچھ نقل بھی کیا ہے وہ بزرگان امت کے اقوال ہی سے کیا ہے اسلئے ناظرین اہل حدیث علمائے کرام اور صوفیا عظام سے عموماً اور اڈیٹران رسالہ الاحسان اور انوار الصوفیا سے خصوصاً امید ہے کہ مسئلہ ہذا کے متعلق بذریعہ اہلحدیث یا بذریعہ اپنے اپنے رسالوں کے اہل اسلام کو مستفیض فرما دینگے۔

عرس حضرت گنج بخش صاحب مرحوم

میرا وطن خاص امرتسر ہے اور چند یوم کے واسطے آج کل لاہور میں مقیم ہوں۔ چونکہ کل حضرت علی گنج بخش ہجویری مرحوم کا عرس تھا۔ بہت لوگ بیرونجات اور شہر سے اس طرف زیارت اور دعائے مغفرت کے لئے جوق در جوق جا رہے تھے۔ بندہ بھی شام کے وقت رفتہ رفتہ وہاں پہونچا۔ قرب وجوار میں ایک میلا سا معلوم ہوتا تھا۔ خوب رنگ راگ ہو رہے تھے۔ اور روضہ شریف کے گردا گرد جب دیکھا تو قریباً سب لوگوں سے زیادہ خاص کر امرتسر کے کشمیری لوگوں کو ڈیرا ڈالے پایا۔ اور اگر میرا اندازہ صحیح ہے تو غالباً

اُن سے بھی بڑھکر کثرت تعداد میں اُن کی مستورات کو دیکھا۔ اور دیکھا بھی اس حالت میں کہ اپنی اپنی حیثیت کے موافق فاخرانہ لباس وزینت لگا کے بے خوف وخطر اور بغیر اپنے چہروں کو غیر مردوں سے چھپائے لے۔ غیر مرد بھی بلا کسی قسم کی روک ٹوک کے بیچ میں گشت کر رہے تھے۔ اور اپنی نظروں کو بدکرداری میں استعمال کرکے جہنم کا ایندھن بنا رہے تھے۔ عورتیں بھی اُن کی طرف دیکھنے سے کوئی مضائقہ نہیں خیال کرتی تھیں۔

چونکہ میں بھی کشمیری ہوں۔ میں اپنی قوم کو اس بری حالت میں دیکھ کر جل بھن کر کباب ہو گیا۔ اور میرا جسم لرزنے لگا۔ اور میں سخت تاسف سے یہ کلمہ زبان پر لایا کہ

"ہائے میری قوم! تجھے جہالت نے اس بے غیرتی کے درجے تک پہونچایا۔ وہ پاکدامن اور عفت مآب مستورات جنہیں امرتسر میں بوجہ اپنی شرافت اور نجابت کے گھر کی چار دیواری سے باہر نکلنے سے بھی شرم وحیا مانع ہوتی تھی وہ آج کھلے منہ غیر مردوں کی طرف چشم براہ دیکھتی ہیں اور وہ ان کو بدنظروں سے دیکھ کر اپنا نامۂ اعمال سیاہ کر رہے ہیں۔ اور روضہ کے اندر باہر اس قدر بھیڑ ہے کہ کمزور مردوں کو اندر جانا میسر نہیں ہوتا۔ تل رکھنے کو جگہ نہیں۔ کندھے سے کندھا چھلتا ہے مگر مستورات ہیں کہ بس مردوں کے ساتھ ہی اندر باہر ایسی بے تکلیف جھپکر آتی جاتی ہیں اور نکلتے ہوئے جھنڈوں اور آستانوں کو چومتی اور روضہ پر پھول چڑھاتی اور سر کو خم کرتی ہیں۔

افسوس یہ اس قوم کا حال ہے۔ جو اسلامی جھنڈے کے نیچے کھڑا ہونے کی دعویدار اور جناب رسالت مآب افضل الانبیا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کہلانے کی مدعی ہے۔ کاش! انہیں اپنے پاک مذہب سے ذرا بھی واقفیت ہوتی اور قرآنی تعلیم کو اس قدر نظرانداز نہ کرتے۔ پردہ کے متعلق کلام مجید میں بہت وضاحت سے حسب ذیل بیان ہے۔

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم ان اللہ خبیر بما یصنعون وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن

ahmadimuslim.de

ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منہا ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن او آبائھن او آباء بعولتھن او ابنائھن او ابناء بعولتھن او اخوانھن او بنی اخوانھن او بنی اخواتھن او نسائھن او ما ملکت ایمانھن او التابعین غیر اولی الاربۃ من الرجال او الطفل الذین لم یظھروا علی عورات النساء ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن وتوبوا الی اللہ جمیعا ایھا المؤمنون لعلکم تفلحون (پ ۱۸ - ع ۱۰)

جس کا مطلب اور ترجمہ حسب ذیل ہے ۔ یعنی

"اے پیغمبر! مسلمانوں سے کہو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں ۔ اس میں اُن کی زیادہ صفائی ہے ۔ لوگ جو کچھ بھی کیا کرتے ہیں اللہ کو سب خبر ہے ۔ اور اے پیغمبر! مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ (بھی) اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں ۔ اور اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیں ۔ مگر جو اس میں سے چار و ناچار کھلا رہتا ہے (تو اُس کا ظاہر ہو جانا مضائقہ کی بات نہیں) اور اپنے سینوں پر دوپٹوں کی بکل مارے رہیں ۔ اور اپنی زینت کسی پر ظاہر ہونے دیں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ پر یا اپنے خاوند کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہر کے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے بھتیجوں پر یا اپنے بھانجوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنی ملکیت لونڈی وغیرہ پر یا گھر کے ایسے خدمتگاروں پر جو مرد تو ہیں مگر عورتوں سے کچھ غرض نہیں رکھتے یا لڑکوں پر جو عورتوں کے پردے کی بات سے آگاہ نہیں اور مسلمان عورتیں چلتے وقت اپنے پاؤں ایسے زور سے نہ رکھیں کہ غیر لوگوں کو اُن کے اندرونی زیور کی خبر ہو ۔ اور مسلمانو! تم اللہ کی جناب میں توبہ کرو تا کہ تم فلاح و نجات حاصل کرو"۔

کاش! مسلمانوں کو اپنے مذہب سے ذرا بھی آگاہی ہوتی اور وہ آج اس بداعتقادی کے گڑھے میں نہ پڑے ہوتے جس کے نیست و نابود کرنے کے لئے ہزارہا جلیل القدر انبیا و رسل مبعوث ہوئے ۔ بلکہ یہ اس کی بیخ کنی میں حد سے زیادہ کوشش کرتے ۔ وہ بد رسم کیا ہے؟ اولیاء اللہ سے مرادیں پورا ہونے اور قضائے حاجات کا اعتقاد اور قبروں سے استمداد ۔ حالانکہ آنحضرت خاتم الرسل فداہ ابی و امی نے خود اپنی نسبت فرمایا لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسیٰ ابن مریم ۔ جس کا مطلب خواجہ حالی نے بہت عمدہ ادا کیا ہے ۔ کہ

نصاریٰ نے جسطرح کھایا ہے دھوکا ۔۔۔ کہ سمجھے وہ عیسیٰ کو بیٹا خدا کا\
مجھے تم سمجھنا نہ زنہار ایسا ۔۔۔ مری حد سے رتبہ بڑھانا نہ میرا

سب انساں ہیں واں جسطرح سرفگندہ\
اسی طرح ہوں میں بھی اک اسکا بندہ

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم ۔۔۔ نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم\
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم ۔۔۔ کہ بیچارگی میں برابر ہیں ہم تم

مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی\
کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

مگر غضب تو یہ ہے کہ جو معاملہ افضل الرسل کے ساتھ کرنا ممنوع تھا ۔ وہ آج اُن بزرگوں اور اولیاؤں کے ساتھ کیا جاتا ہے ۔ جو اُن کی اُمت کے افراد ہیں اور جن کی ولایت بھی کسی قطعی دلیل سے ثابت نہیں ۔

اے ملعون ابلیس! تو کبھی تو مسلمانوں کا پیچھا چھوڑتا! اُف اُف! تیرا ستیاناس ہو! تو ہی ان کو اس گڑھے میں ڈال رہا ہے ۔ کسی اہل دل نے کیا درد بھرے لہجے میں کہا ہے ۔

ہے شیطان دشمن اولاد آدم ۔۔۔ سکھاتا ہے وہی راہ جہنم\
ہمیشہ در پے مکر و دغا ہے ۔۔۔ جہاں بھٹکے یہ اُس کا مدعا ہے\
کوئی کب داؤں سے اسکے بچا ہے ۔۔۔ جہاں کو درہم و برہم کیا ہے

کسی کو بت پرستی ہے سکھاتا\
کسی کو ہے وہ قبروں پر جھکاتا

سجھائی کافروں کو بت کی تکریم ۔۔۔ کرائی پتھروں سے اُن کی تعظیم\
مسلمانوں کو دیکھا اس نے پر بیم ۔۔۔ انہیں ظالم نے دی قبروں کی تعلیم

غرض اللہ سے دونو کو روکا\
بھلا کر راہ جا خندق میں جھوکا

جاہل مسلمانوں کا کہاں تک رونا روؤں ۔ انہی حضرت گنج بخش

ahmadimuslim.de

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات دیکھکر جب لوگ آپ کو داتا۔ داتا کہنے لگ گئے۔ تو آپ اس بات سے برافروختہ ہوئے اور اپنی ایک تصنیف میں فرمایا کہ شعر علی اترا خلق داتا داتا میگوید و تو داتا نئی اگر مگر لوگ پھر بھی داتا کہنے سے باز نہ آئے۔ افسوس!

میری یہ دونو باتیں (بے دردگی اور شرک پر ملامت) مسلمانوں اور خاصکر میری اپنی قوم کے کشمیری بھائیوں کو بہت بری معلوم ہونگی اور ضرور ہونی ہی چاہئیں۔ کیونکہ قاعدہ ہے۔ کہ الحق مُرٌّ سچی بات کڑوی لگتی ہے۔ مگر میری بڑے ادب سے گذارش ہے کہ وہ اس میرے بیان کو کشمیری زبان کا فقرہ "ہون دورن کاردان پکن" (کتے بھونکا کرتے ہیں قافلے چلا کرتے ہیں) کہکر ہی نظر انداز نکرینگے۔ بلکہ حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ کے اس سونے سے لکھنے کے لائق فرمان کو بھی ذرا دل میں جگہ دینگے کہ انظر الیٰ ما قال ولا تنظر الیٰ من قال

از ضمیمہ اخبار روزانہ

اڈیٹر۔ راقم مضمون نے اصل مسئلہ عرس پر بحث نہیں کی جو ان سب خرابیوں کی جڑ ہے۔ جس کی بابت حضور نبوی نے فرمایا ہے۔ لا تجعلوا قبری عیدًا (میری قبر کو عید کیطرح میلہ گاہ نہ بنانا) چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پیغمبری وصیت پر ایسا عمل کیا کہ کوئی نہیں بتا سکتا کہ خلافت راشدہ بلکہ اس سے بعد بھی کسی زمانہ میں رسالتمآب کی قبر منور پر عرس ہوا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ تمام فقہا اور محدثین اس کی حرمت کے قائل ہیں۔

شریفوں کیلئے جاشرم

خدا کے نزدیک جو شریف ہیں۔ ان کا تو مختصر بیان صرف دو حرف ہے۔ جو خود خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی شرافت کی بنیاد تقویٰ ہے۔ اور حدیث شریف میں ہے۔ اشراف امتی حملۃ القرآن۔ یعنی میری امت کے شریف وہی ہیں جو قرآن شریف کے احکام کے متحمل ہوتے ہیں یہ معیار تو خدا کے نزدیک ہے مگر آج کل شرافت اور رذالت پیشوں کی وجہ سے سمجھی گئی ہے۔ سو ایسے کوتہ اندیش شریف جو اپنی شرافت کے گھمنڈ میں ڈوبے جاتے ہیں اشتہار مندرجہ ذیل غور سے پڑھیں اور اپنی مصنوعی شرافت کو حقیقی شرافت بنانے کی کوشش کریں۔

اشتہار واجب الاظہار

اقوام ماشکیان نے باہم اپنی برادری میں یہ اتفاق کیا ہے کہ نماز پنجگانہ جو خدائے تعالیٰ کا فرض ہر ایک اہل اسلام پر ہے۔ حتی الامکان اُن کو دل وجان سے وقت پر ادا کریں۔ اس پر بعض بعض لوگ استقامت کرتے ہیں اور بعض بعض دار مدار و بہانہ ناپاکی پارچات اظہار کرتے ہیں۔ اب اس عبادت خدائے تعالیٰ کو پورے طور پر ادا کرنے کے واسطے صاحبان اہل اسلام کی امداد ضروری ہے کہ ہر ایک مسلمان اپنے اپنے پیچ کے ماشکی کو تنبیہ کرے کہ جب تک وہ نماز پنجگانہ دل و جان سے ادا نہ کریگا۔ تب تک ہم اس سے پانی نہیں لاویں گے۔ امید قوی ہے کہ یہ لوگ اس تنبیہ سے نماز پر قائم ہو کر استقامت کرینگے۔ پس جو صاحبان اہل اسلام اس کار صواب میں کوشش کرینگے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے مفت کا ثواب بے حساب حاصل کرینگے۔

المشتہران

چوہدری عیدا و امام الدین و ناتک و الٰہی بخش و نواب الدین مہتمم امرتسر

اڈیٹر۔ خدا استقامت اور برکت بخشے

جملہ علمائے اہل سنت کی خدمت میں ایک سوال

از مولوی عبدالرحمن بکاوی

اس علاقہ ریاست برامپور میں موحدین متبع سنت سید المرسلین

ahmadimuslim.de

بعد رکوع کے ہاتھ اٹھائے رہتے ہیں نیچے کو نہیں گراتے لہذا احقر بھی اسی طرح کرتا ہے۔ اور علمائے اہلحدیث سے بذریعہ خطوط و بذریعہ اخبار اہلحدیث و شحنۂ ہند سوال کئے مگر کوئی جواب شافی نہیں دیتا۔ نہیں معلوم کہ کیوں کتمان حق پر عمل کر لیا ہے؟ کیا اظہار حق کرنا اور دلیل نہ دینا چھوڑنے کی اور سائل کا جواب نہ دینا کیوں اسباب کو پسند کیا ہے۔ میرے ایک دوست جناب مولوی عبدالغفار صاحب باتفاق کار ضروری دہلی حال میں تشریف لے گئے۔ مولانا ...... محدث سلمہ سے اس امر میں پوچھا۔ فرمایا کہ میں جب کبھی بلرام پور کی طرف آؤنگا۔ اس وقت جواب دیا جاویگا۔ سبحان اللہ یہ ہمارے علماء جو رہبر ہیں انکا جواب ہے۔ اور دیگر مولوی ...... صاحب [illegible] ضلع بستی تشریف موضع سنجول لائے۔ بعد قیل و قال لبیا کے دلیل تحریری عطا فرمائی جو ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں وہ یہ ہے "ارسال ثابت ہے مگر دلیل اسکے سے جیسا کہ اول عندہ رکوع جاتے وقت ہے کتبہ ...... بقلم خود" اور مولینا ...... صاحب کا یہ حال ہے کہ سب علما کے نزدیک ہر دلعزیز ہیں۔ باشندگان علاقہ ہذا کے اُن کے مطیع ہیں۔ لگے ہے چین لگا ہے چنان۔ اب جس قدر علمائے اہلحدیث ہندوستان میں ہیں اُن کو قسم دیکر اُسی خالق اکبر کی لکھتا ہوں کہ دو ہفتہ کے اندر اندر بذریعہ اخبار اہلحدیث و شحنۂ ہند جواب صحیح حدیث سے مرحمت فرماویں۔

اڈیٹر۔ میرے ناقص علم میں تو کوئی حدیث یاد نہیں۔ مگر یقین ہے کہ ہوگی۔ علمائے کرام توجہ فرماویں۔

فضول خرچی سے بچو

بہت تباہ کئے گھر فضول خرچی نے
خزانے ہوگئے خالی ملے جو گنجینے
اسی نے اہل ریاست سے مال و زر چھینے
اسی کی نوک سے غربال ہیں بہت سینے
خراب و خستہ ہوا جس کا ہاتھ خالی ہے
جو زر نہیں ہے تو رخصت فراغ حالی ہے
جدھر فضول میں اشتغال ادھر ہے صرف فضول
بڑھا جہاں غم افلاس دل وہاں ہے ملول
ہو بار صرف سے خالی خزانہ معقول
ہو مد خرچ سے کیونکر رقم کسی کو وصول
جو خالی حوض کو کر دو اُلیچ اُلیچ کے تمام
کہاں تلک آب فراہم شدہ سے نکلے کام
بہت وسیع ہیں صیغے فضول خرچی کے
نہ گھر لٹائے جب تک مزے رہیں چسکے
بُرے جو شوق ہیں دشمن یہی بنیں جی کے
یہی تو کیسۂ زر پھاڑ ڈالیں سی سی کے
دکھائیں عادت بیجا نے شوخیاں بیہات
اُڑی ہیں دامن دولت و ہمیان بیہات
چراغ دن کو جلانا فضول ہی ہے کام
امیر کو جو دیا ہے زر تو کیا ہے نفع عوام
لٹا دو مال کو بیوجہ گر تو کیا ہو تمام
نہ سمجھو تم زر حاصل شدہ کو مال حرام
جو قدر زر نہیں کرتے امیر کیا ہونگے
عدو نے شاہ جو ہیں وہ وزیر کیا ہونگے
شراب نوشی و عیاشی و بدافعال
انہی بلاؤں سے انسان کا ہاتھ ہوا خالی
نہ ہو نائل بیجا سے مرتبہ عالی
مٹا کے گھر نہ ہوا کوئی محو خوشحالی
لٹا کے زر بکر و فخر اہل دنیا میں
مزا کہاں ہے سخاوت کا صرف بیجا میں

(از سول ملٹری)

عــه مورد۔ جسطرح کا لفظ ان کی قلم کا ہے نقل کر دیا ہے۔ نامہ نگار

مسافر کا بیجا جوش و خروش

بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال می آید

معزز دوستو آپسے پوشیدہ نہ ہے کہ اسوقت میں اخبار مسافر ہیرالڈ کے دوسرے نمبر کا وہ مضمون جو شری مان پنڈت بھوجدت اڈیٹر اخبار ہذا نے خاص میرے مضمون آریہ سماج کی تہذیب مندرجہ اہلحدیث نمبر ۴۲ کی تردید میں مغضوب الغضب ہو کر شائع کیا ہے دیکھ رہا ہوں اڈیٹر صاحب نے ہم کو جو گالیاں دی ہیں اور جو صلواتیں سنائی ہیں مجھکو ممکن نہیں اور نہ اہل اسلام کا شیوہ ہے شیوہ بھی کیونکر ہو قرآن مجید کی تعلیم بھی نہیں ہے اور نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سکھلایا ہے اسلئے ناظرین معاف فرماوینگے میں ویسی روش نہیں اختیار کرونگا بلکہ سے

اگر نادان بوحشت سخت گوید ۔ عقلمندش بہ نرمی دل بجوید

پہلے میں اپنے ناظرین کو یہ بتلاتا ہوں کہ میں نے اہلحدیث نمبر ۴۲ میں سات فقرات مندرجہ ذیل آریہ مسافر سے بنا بر اظہار تہذیب آریہ سماج کے شائع کئے تھے ۔ جو یہ ہیں (۱) بھاگتے چور کی لنگوٹی ہی سہی جیسے لکھا تھا ۔ کہ اہل اسلام لنگوٹی نہیں باندھتے مگر اہل لنگوٹی کو لنگوٹی سوجھی ۔ یا کوئی اور عادت ہوگی ۔ (۲) یہ کہ دم چھلا ساتھ لگا لاؤ ۔ اسپر جو تحریر کیا تھا جیسے آریہ سماج کے ہمراہ چمن منڈلی اور یہ کہ خبط محمدی کا علاج ایسے [illegible] معاذ اللہ (۳) فقرہ (۴) قرآن میں تمام لغویات و خرافات ہیں ہم نعوذ باللہ تحریر کیا تھا ۔ (۵) یہ تھا کہ گوز خر [illegible] دیا گیا مسلمانوں کو [illegible] دیا ہے یا حیوانوں کا حصہ ہے ۔ مسلمانوں کو خبث باطن کا نتیجہ ۔ ان فقرات پر کسی حاشیہ کی ضرورت نہیں خود تہذیب کو بتلا رہے ہیں مگر ہمارے دوست کے خیال میں یہ سب مہذب فقرے ہیں ۔ جو سراسر خوش فہمی ہے ۔ آپ نمبر ایک پر فرماتے ہیں کہ آنجہانی ہند کا اصطلاحی فقرہ کیوں برا معلوم ہوا اڈیٹر مسافر کے خیال میں اصطلاحی فقرے مہذب ہو کر آتے ہیں ۔ ابھی کیا ہے کل کو گالی گلوچ بھی اصطلاح میں ہونے کی وجہ سے مہذب ہو جائینگی بہت اچھا صاحب آپ ہی انصاف فرمائیے اگر کوئی سوامی دیانند کو یوں کہے کہ سوامی جی مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم مغفور سے چھپتے پھرتے ہیں تو آپ کو کسقدر برا معلوم ہوگا پھر لنگوٹی یا سیال کا نام لینا کیسے مہذب کا کام ہو سکتا ہے ۔ وہ بھی بیموقع بے محل جہاں لنگوٹی کا کیا ذکر تھا ۔ جہاں آپکے پاپی بھائی نے تحریر کیا ہے ۔ ذرا غور کرو کہا کہ خلاف تہذیب ہے یا لکھدیا کہ یا کوئی اور عادت ہوگی تو کیا قباحت کی لنگوٹی کا ذکر ہو [illegible] تو بیچ ہو جاتا ہے پھر آپ جانتے ہیں کہ بھاگتے چور کی لنگوٹی ہی سہی لکھکر بھائی نے کس کی نسبت تحریر کیا ہے ۔ سنیئے یہ فقرہ آپکے بھائی آریہ نے جناب مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب شیر اسلام کی نسبت تحریر کیا ہے جنہوں نے آریہ سماج کو بیخ و بن سے اکھیڑ ڈالا ہے جسکی

مقابلہ پر کہ آریہ سماج کی دال ہمیشہ کچی رہتی ہے ۔ پس اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ کیسے شریف اور سردار کی شان میں ایسا فقرہ کہنا کسقدر زبوں ہے حضور آپنے کہ یہ [illegible] آپنے فضول لکھ ماری ظرف زمان کو ظرف مکان سمجھ لیا صاحب معاف فرمائیے آیت کریمہ کو لنگوٹی سے کیا نسبت اس صاحب وقت تحریر فقرہ بالا یہ منتر زیر نظر تھا ۔

الیشور فرماتا ہے کہ او مخاطب میں تیری زبان کو پاک کرتا ہوں تیری سانس کو پاک کرتا ہوں تیری آنکھوں کو پاک کرتا ہوں ۔ تیری تونڈی کو پاک کرتا ہوں تیری پیشاب کی جگہ کو پاک کرتا ہوں تیری پاخانہ کی جگہ کو پاک کرتا ہوں تاکہ [illegible] یجر وید ادھیائے ۶ منتر ۱۴ ۔ اب سمجھ صاحب سنو خیال کیا کہ جب الیشور پاک کرتا ہے تو کیا تعجب کہ آریہ بھی پاک کرتا ہو ان لیپ غیرہ آپکا فضول ہے ۔ ہوا لتت کا ذکر نعوذ [illegible] کا ثبوت دینے کو واسطے آپ اڈیٹر یا اسلام تو اسکا قطعی دشمن ہے شارع علیہ السلام نے اسکی سزا سنگساری مقرر کی ہے دیکھو صحاح ستہ ۔ مسلمانوں نہیں بلکہ تعدد ازدواج کو جائز رکھنے والوں کو اس سے کیا مطلب ایسا کام تو اکثر مجرد کیا کرتے ہیں ۔ فقرہ [illegible] میں جو منتر آریہ سماج کی دم یعنی منڈلی کو کہا تھا تو آپنے بہت برا مانا اور جھٹ سے لکھدیا کہ چمن منڈلی مہذب شخصوں کا مجموعہ ہوتی ہے صاحب یہ سب درست ہے کہ چمن منڈلی میں مہذب لوگ شامل ہوتے ہیں مگر کیا برا فعل بھی مہذبوں کی شمولیت سے اچھا ہو جاتا ہے یہ تو آپنے خوب ہی اصول بتلایا ہے لالہ صاحب ذرا پریم دھرم سے فرمائیے کہ کرتا میں اور [illegible] میں کب بیان کسکے یہاں رائج ہے ۔ نمبر ۳ و ۴ پر آپکا اجتہاد بھی آپکو [illegible] ثابت کر رہا ہے آپنے معاذ اللہ اور نعوذ باللہ سے الخاموشی نیم رضا کا نتیجہ نکال لیا کیوں نہ ہو شاباش بابو جی آپکا اجتہاد ویسا ہی فضول ہے جیسا کہ ماسٹر آتمارام صاحب امرتسری کا الہام اوم کا بیکار ثابت کرنے میں رائیگاں گیا ۔ یہی ویدک تہذیب ہے وید کا ترجمہ اور مسئلہ نیوگ سے عیاں ہے کہ اولاد نہونے پر اپنی عورت کو غیر کی آغوش میں دو دیکھو منتر [illegible] اولاد حاصل کر لے سے بریں عقل و دانش بباید گریست نمبر ۵ پر آپنے تحریر کیا ہے کہ یہ فقرات اکثر محاورات زبان دان حسب موقع فرمایا کرتے ہیں بہت اچھا اگر کوئی شخص [illegible] تو آپ بہت خوش ہونگے مگر میں ایسا نہیں کہ ایک گروہ کو [illegible] قلم سے نکالو [illegible] استعمال آریہ سماج کر سکتا ہے ۔ نمبر ۶ پر آپ [illegible] فرماتے ہیں تو اہلحدیث کو [illegible] شاباش کیوں نہ ہو [illegible] ہوتے ہیں ۔ سنئے صاحب ہم [illegible] ناراض نہیں ہیں اور نہ کسی ادیبات سے [illegible] خلاف تہذیب کہا تھا اسلئے کہ ایک عقلمند [illegible] کو تشبیہ دینا کیسا ہے آپ کے سپرد انصاف کو چھوڑتا ہوں کہ سوامی دیانند کا [illegible] تشبیہ دو کہ [illegible] ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی گاؤں میں خنزیر [illegible] ہو تو آپ کیا کہینگے

انتخاب الاخبار

درخواست قبول ۲۱ اپریل کے پرچہ میں دو درخواستیں لکھی گئی تہیں۔ ان میں سے نمبرا کی درخواست مولوی ابو محمد عبد القادر صاحب بکرم پوری بنگال نے قبول کرکے قیمت بہیجدی ہے چنانچہ ان کی طرف سے پرچہ اہلحدیث ایک سال تک بنام عبید اللہ امیر الدین بمقام عدالت گڈہ ضلع سیالکوٹ جاری کیا گیا۔

اول نمبر کے لئے بہی کوئی صاحب توجہ فرماویں۔

امرتسر میں سکہوں اور ہندوؤں کا نزاع بڑہتا جاتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ سکہوں نے اپنے دربار سے ہندو برہمنوں کو نکالدیا کہ یہاں بت پرستی کی جگہ نہیں۔ فریقین کے جلسے ہورہے ہیں

امرتسر والا ہوکر کے کرشن جی بکرم کرشن قادیانی بخوف زلزلہ اندہ مکانوں سے نکلکر میدانوں میں خیمہ زن ہو رہے ہیں اخدا احمقوں کا بہلا کرے)

جس انگریز نے پیشگوئی کی تہی کہ ۱۱ مئی ۲ بجے شام کو سخت زلزلہ آئیگا اس کی تردید جہوں کے ایک لائق جوتشی اور انگریزوں نے کردی ہے

امرتسر کے سقوں نے اتفاق کیا ہے کہ سب نماز پڑہینگے مگر معماروں کو زلزلے کا کوئی اثر نہیں حالانکہ معماروں پر اس زلزلہ سے دو احسان ہوئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ زلزلہ ایسے وقت نہ آیا کہ معمار بلند عمارتوں پر کام کرتے ہوتے ورنہ ضرور گر کر مرجاتے دوسرا احسان یہ کہ زلزلہ کی وجہ سے کام کی کثرت ہوکر ان کی مزدوری قریبا دگنی ہوگئی۔ مگر انسان بڑا ناشکرا ہے۔

لاہور میں ایک اور یورپین بچہ طاعون سے تلف ہوا۔ (مسیح قادیانی کا مخالف ہوگا)

آجکل امیر صاحب کابل کی طبیعت مرض نقرس سے ناساز ہے۔ ظاہرا امیر صاحب کا یہ مرض معمولی معلوم ہوتا ہے (خدا عافیت بخشے)

جنگ موجودہ کی خاص باتیں۔ زمانہ موجودہ میں کوئی بہی مسلسل لڑائی ۳ دن سے زیادہ برابر جاری نہیں رہی تہی لیکن موجودہ جنگ میں لیاؤ ینگ کی لڑائی ۸ دن اور شاہو کی لڑائی ۵ دن اور موکڈن کی لڑائی ۱۴ دن تک مسلسل طور سے جاری رہی اسلئے یہ یقین اور خیال کرنا کہ زمانہ موجودہ میں نو ایجاد ہتہیاروں کی مدد اور عظیم فوجوں کے میدان جنگ میں لانے سے لڑائی بجلدی ختم ہوجاتی ہے۔ بیکار اور فضول ثابت ہوا۔

لیاؤ ینگ کی لڑائی میں روس اور جاپان دونوں جنگجو سلطنتوں کی فوجوں کی تعداد ۴ لاکہ ساٹہ ہزار اور جنگ شاہو میں طرفین کی فوج کی تعداد ۶ لاکہ ۰۰ ہزار اور جنگ موکڈن میں ۸ لاکہ ۵۰ ہزار تعداد تہی۔ مارشل اویاما کے صدر مقام لیاؤ ینگ میں اطراف وجوانب سے ۱۰۰ تار اور ٹیلیفون کے دفتروں کا تعلق تہا۔

بالعالی نے فرانس سے ایک لائق انجنیر بلایا ہے تاکہ دجلہ وفرات کی طغیانی سے جو نقصان ہر سال ہوتا رہتا ہے اسکا انسداد کرے۔ خشکی انجنیروں کی ایک جماعت بہی اس کے شریک تہی۔ اور بطور کمیٹی سب ملکر تدابیر سوچ رہے ہیں

۲۰ مئی کے ڈیلی ٹائمز سے معلوم ہوتا ہے کہ شملہ میں زلزلہ کی حرکت پچہلے ہفتہ تک برابر محسوس ہوتی تہی۔ کبہی کبہی ریل کی سی گڑگڑاہٹ سنائی دیتی ہے۔ اسسٹنٹ کمشنر صاحب کلو کا بیان ہے۔ کہ بیرونی علاقہ سراج میں زلزلہ سے جو نقصان شدید ہوا ہے اس کی رپورٹ مکمل ہوگئی۔ خلاصہ یہ کہ ۸۰ آدمی مرے۔ ۱۴۰ زخمی ہوئے ۲۷۰ مویشی ہلاک ہوئے۔ اور ۱۴۰۸ بہیڑ بکریاں ضائع ہوگئیں اور ۲ ہزار ۸ گہر مسمار ہوگئے۔ اور یہ بہی سننے میں آیا ہے کہ ۴۴۴ گہر تباہ ہوئے۔ اندرونی علاقہ سراج کی رپورٹ ہنوز غیر مکمل۔ یہاں مضافات سے بدرجہا زیادہ نقصان ہوا۔

پالمپور میں اب بہی روزمرہ زمین میں شگاف ہوتے ہیں۔ کچہ میل کے فاصلہ پر ایک برفانی پہاڑی نظر آتی ہے جسمیں اکثر دہواں آتا رہتا ہے۔ شاید یہی آتش فشان ہے۔ ماہران طبقات الارض اسکے دریافت کرنے کو گئے ہوئے ہیں۔

ahmadimuslim.de

دی پسیٹ ٹرنکس ورکس شہر سیالکوٹ

معززین ملک! آج بیشک آپکو بہت سی ایسی سٹیل ٹرنک ہر جگہ مل سکتی ہیں جو اپنی ظاہری چمک دمک رنگ و روغن کے لحاظ سے نگاہوں کو گرویدہ کرلیتی ہیں۔ مگر جب استعمال میں آتی ہیں تو چند روز میں اُن کے جوہر کھلجاتے ہیں۔ افسوس ہے کہ آجکل لاری کے کنستروں کا ایسا اندھا دھند طریق نکلا ہے جو غور کرکے دیکھنے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ ہرگز ہرگز پائداری اور قیام نہیں ہے اور بجائے فائدے کے سراسر نقصان ہے

ہم نے عرصہ سے یہ کام شروع کیا ہوا ہے اور ہمارے کام میں یہ بات خصوصیت کے ساتھ پائی جاتی ہے کہ خریدار کو کبھی شکایت کا موقعہ نہیں ملتا۔ کیونکہ ہم خود اپنے ہاتھ سے کام کرتے ہیں۔ اور نہایت عمدہ رنگ و روغن کرتے ہیں۔ اور بیرونجات کے بہت سے کارخانے والے ہمیں سے رنگ و روغن کراتے ہیں۔ اور ہم سے ہی نمونہ مال منگاکر باہر بھجواتے ہیں۔ اس طرح سے خریداران کو بہت نقصان ہوتا ہے۔ اسی دقت کو دور کرنے کے لئے قیمت میں رعایت کردی ہے اور جو نرخ ہمارا ساملہ ہے وہ اسبات کے شاہد ہیں کہ یہ صرف پیسی بات کا اظہار ہو

غیر معمولی رعایت۔ ہم نے قیمت میں بہت تخفیف کردی ہے یعنی بجائے ۳ فی انچ کے ۲ فی انچ کردی ہے یہ اسلئے کہ ہم خود دستکار ہیں اور ارزان فروشی لبیار فروشی پر ہمارا عمل ہے۔ علاوہ رعایت کے ہمارے مال میں یہ خوبی ہے کہ نہایت مضبوط ہے۔ امید ہے کہ معزز خریداران ہماری محنت کی داد دینگے۔

	فی گز ساڑھے	فی انچ	بحساب بیرونی اندازی انچ					کیس بکس
ٹرنک سائز	۳۶ انچ	۳۳ انچ	۳۰ انچ	۲۷ انچ	۲۴ انچ	۲۱ انچ	۱۸ انچ	۱۲ از فی ۱ انچ
قیمت اصلی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	تالہ حسبی ۷ر انچ
قیمت رعایتی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
ٹرنک تین تالہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	کیس بکس سٹیل ۲ر فی انچ

نوٹ:۔ ایک درجن کے خریدار کو ایک ٹرنک مفت ملیگا۔ تمام خط و کتابت بنام ذیل ہو

المشتہر

عبد العزیز احمد رکھا اینڈ کو ٹرنک میکرس بازار کریم پور شہر سیالکوٹ

طلح سلیمانی نافع حافظ صحت

اگر آپکو اپنی صحت کی ضرورت ہے تو ہمارے کارخانہ کی تیار شدہ ادویہ کا استعمال رکھیں جنکی ترکیب میں کسی مذہب و ملت کے خلاف کوئی چیز نہیں ملائی جاتی شافی مطلق کی عنایت سے ہمارے کارخانہ کی خاص دوائیں اپنے اثر کرشموں سے پبلک کو اپنا گرویدہ بنارہی ہیں اگر آپ تندرست ہیں تو حفظ ماتقدم کے طور پر لاثانی ملحو کی ایک گولی یا کارخانہ کے طلح سلیمانی یعنی چورن ہاضمہ کی ایک چٹکی کا روزانہ استعمال رکھیں جس سے صحت قائم رہکر جگر میں خون صالح پیدا ہوتا ہے اور جسم کا وزن اور حجم ترقی کرتا جاتا ہے دل و دماغ اور بصارت میں طاقت۔ آلات تنفس۔ آلات بول و براز صاف ہوکر معدہ میں قوت اور دل میں فرحت رہتی ہے۔ اور اگر کوئی خدانخواستہ کسی مرض میں مبتلا ہو تو کارخانہ ہذا کی مناسب ادویہ سے رفع کرنے کی کوشش کریں مفصل فہرست درخواست آنے پر مفت روانہ کی جاتی ہے۔

طلح سلیمانی۔ یعنی چورن ہاضمہ معدہ کی تمام خرابیوں کو دور کرکے اس کی قوت کا محافظ رہتا ہے حالت تندرستی میں اسکے استعمال سے بھوک بڑھتی ہے اور غذا ہضم ہوکر خون جید پیدا ہوتا ہے۔ جسکی وجہ سے ہر طرح کی کمزوری اور سستی رفع ہوکر چستی اور مردانگی پیدا ہوتی ہے جس سے انسان صحیح المزاج والقوی رہ سکتا ہے طلح سلیمانی قبض کو رفع کرتا ہے اسلئے اس کے استعمال سے خون کی تمام خرابیاں دور ہوجاتی ہیں۔

ہمارا ایجاد کردہ نمک سلیمانی۔ گردہ اور مثانہ کی پوری محافظت کرکے معدہ اور جگر کے تمام فضلات فاسدہ کو تحلیل کرتا ہے اسی سبب سے بار بار پیشاب آنے کو روکتا ہے اور گنٹھیا کو بھی مفید ہے ہمارا مجربہ طلح سلیمانی۔ امراض معدہ مثل کمی اشتہا۔ درد شکم۔ قراقر۔ ترش یا جلی ہوئی ڈکاریں۔ اسہال پیچش بدہضمی مفید نفخ شکم۔ مثلی۔ قے۔ یا کثرت ریح۔ قبض دائمی یا عارضی اور قولنج وغیرہ میں تیر بہدف کا کام دیتا ہے یہ طلح سلیمانی بواسیر خونی و بادی یا ریحی مستورات کے ایام معمولہ کی خرابیوں اور امراض چشم ضعف تیزی بصارت اور قوت باہ کیواسطے بھی مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ آنہ قیمت ایک بوتل جس میں سات شیشیاں ہونگی پانچ روپے صرف

المشتہر سنت سنگھ

حکیم محمد ابراہیم چشتی مالک شفاخانہ چشتیہ و امرتسر متصل اکال بنگہ امرتسر چوک

حسب الارشاد مولانا ابو الوفا ثناء اللہ (مولوی فاضل) مطبع اہلحدیث میں چھپا۔